انسان کی دوسرے انسان کیلئے بندگی نہیں۔ بلکہ ہر فردِ بشر کو اپنے خالق و مالک کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ اب سوائے یکتا و تنہا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کا کوئی بادشاہ نہیں، ربِ واحد کے سوا کوئی دوسرا رب نہیں۔ تمام مخلوق اسی کی تابع ہے۔ اس کی ربوبیت و رحمت کے آغوش میں تمام انسان جنس کے لحاظ سے برابر ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کی عالمی کانفرنس میں یہ اعلامیہ جاری کر دیا:

''یا أیها الناس! ان ربکم واحد وإن أباکم واحد، کلکم من آدم وآدم من تراب، لا فضل لعربی علی عجمی، ولا لعجمی علی عربی، ولا لأبیض علی أسود، ولا لأسود علی أبیض إلا بالتقوی.'' اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے۔ تم سب آدم علیہ السلام سے پہلے ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر برتری ہے نہ کسی کالے کو گورے پر۔ فضیلت و برتری کا معیار صرف اور صرف تقویٰ ہے۔''

دیکھئے! نظام ہذا میں '' تبعیت'' صرف اور صرف رب العالمین کے احکام اور محسن انسانیت ﷺ کی راہنمائی و رہبری کے لئے حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اطاعت کسی ظالم کے لئے ہے نہ کسی مالدار اور طاقتور کے لئے۔ اس نظام میں حاکم وقت کی ذمہ داری یہ ہے، جو خلیفۂ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابتدائی پریس کانفرنس میں کہا:

''الضعیفُ عندی قویٌّ حتی آخذ له الحق، والقویُّ عندی ضعیفٌ حتی آخذ منه الحق'' ''ناتواں شخص میرے تئیں طاقتور ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق دلاؤں۔ اور طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں۔''

جہاں تک **نیو ورلڈ آرڈر** کا تعلق ہے، جس کو مغرب پورے عالم پر جبری مسلط کرنے کے لئے کمربستہ ہے، وہ خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کے فرمان کے بالکل اتجاہ معکوس پر ہے، کیونکہ ان کے ہاں طاقتور اپنی طاقت زیرنگیں کمزور پر زبردستی استعمال کرتا ہے اور کمزور طاقتور کے ظلم و تعدی تلے سسکتا کراہتا رہتا ہے۔ نیز طاقتور کے سامنے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جس کے لئے تمام تر وسائل قوت و تسلط حاصل ہے، وہ اپنی انانیت کے مطابق بے محابا استعمال کرتا ہے۔

یہ وہ **جوہری فرق** ہے جو دونوں عالمی نظاموں کے مابین موجود ہے۔ آج کی دنیا مغرب کا اپنایا ہوا ... لڈ آرڈر اختیار کرنے پر مجبور نظر آتی ہے، لیکن وہ عدل و مساوات سے لبالب بھرے آسمانی نظام کو ترستا ہے، جس میں ہر فردِ بشر کے لئے قیمتی زندگی کے نشاطات اپنانے کا موقع ملتا ہے۔ اس نظام میں اللہ واحد کے علاوہ کسی اور کے لئے تابعداری نہیں۔ یہ اللہ واحد ہی کائنات کا خالق اور موجد ہے۔ بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ اس طاقتور اور قہار بادشاہ پر کوئی مشکل نہیں کہ ایسا عادلانہ نظام جاری فرما دے، لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ نیتیں خالص ہوں اور اہل ایمان کی کوششیں مسلسل و منظم ہوں۔ واللہ ولی التوفیق

بشکریہ (پندرہ روزہ ''الرائد'' لکھنؤ ہند یکم تا ۱۶ جون ۲۰۰۶ء)

❀❀❀❀❀❀❀

اسلام اور سائنس

ایمان کی شاہراہ پر............

ڈاکٹر موریس بوکائی کے قبول اسلام کا دلچسپ واقعہ

موریس بوکائی فرانس کے مشہور طبی ڈاکٹر کے طور پر جانی پہچانی شخصیت ہے۔ موصوف پیرس یونیورسٹی میں سرجری بورڈ کا سربراہ تھا۔ 1981ء میں مشرف با سلام ہوئے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں کتاب ''**توراۃ، قرآن اور سائنس**'' اور ''**قرآن کریم اور سائنس**'' بہت مشہور ہیں۔ اسی کتاب پر 1988ء میں انسٹیٹیوٹ آف فرانس سے انعام ملا۔ آپ ''**فرانس کے کلنک اور اس کے روشن مینار**'' کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ ذیل میں ان کے قبول اسلام کا واقعہ نذر قارئین ہے!

فرانس، آثار قدیمہ میں اہتمام اور دلچسپی رکھنے کے حوالے سے دیگر ممالک کی نسبت مشہور ہے۔ 1981ء میں فرانس نے حکومت مصر سے درخواست کی کہ وہ فرعون مصر کی ممی (محفوظ شدہ لاش) پر تاریخی طور پر اپروچ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔
چنانچہ مصری حکومت نے اس مطالبے کو قبول کرتے ہوئے فرعون کی ممی کو فرانس منتقل کر دیا۔ اور فرانسیسی محکمہ آثار قدیمہ کے بڑے بڑے ماہر سرجنوں پر مشتمل پوسٹ مارٹم کرنے والی ٹیم ان کی تحقیق میں مگن ہوگئی۔ بندہ اس تحقیقاتی ٹیم کا سربراہ تھا۔
تمام محققین کی دلچسپی اور اہتمام ممی کی ترمیم کے حوالے سے تھا، جبکہ میری ساری توجہ اور دلچسپی ان سے مختلف تھی۔ میری تمام تر توجہ اور کوشش فرعون مصر کی پراسرار موت سے متعلق سربستہ ہائے راز کی تہ تک پہنچنا تھی۔ رات کی ایک آخری گھڑی میں بندہ ان تحقیقات کی روشنی میں فیصلہ کن مرحلے تک پہنچا کہ اس کے بدن پر موجود بچا کھچا نمک اس بات کی بڑی دلیل تھی کہ یہ غرقابی کے نتیجے میں مر گیا ہے۔

لیکن ایک سوال نے مجھے حیرت و دہشت میں مبتلا کر رکھا تھا کہ سمندر سے نکالے جانے کے باوجود یہ حنوط شدہ لاش دوسری ممیوں سے زیادہ محفوظ کیوں ہے؟ ایک ساتھی نے کان کے قریب آ کر کہا کہ آپ جلد بازی نہ کریں ... تمام مسلمان اس سربستہ راز کو جانتے ہیں ... لیکن میں نے سختی سے اس بات کا انکار کیا۔ میرا کہنا تھا کہ اس قسم کے انکشاف کی معرفت جدید علوم کی ترقی کے بعد ہی ممکن ہوسکتی ہے۔ چنانچہ میں نے پوچھا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ حالانکہ اس ممی کا انکشاف 1898ء میں ہوا ہے' جب کہ مسلمانوں کا قرآن 1400 سال پہلے موجود ہے!!

میں نے اپنا سامان باندھا اور سعودی عرب جانے کا پروگرام بنایا' جہاں طب وصحت کی ایک کانفرنس منعقد ہونا تھی اور اس میں مسلمان سرجن بھی شرکت کر رہے تھے۔ یہاں ان علماء کے ساتھ میری پہلی گفتگو غرق کے بعد فرعون کی نعش محفوظ ہونے کے انکشاف